(۶)

(فرمودہ ۲۲۔جولائی ۱۹۱۷ء مطابق یکم شوال ۱۳۳۵ھ بمقام مسجد اقصیٰ۔ قادیان)

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔[1]

آج کے دن کا نام اس نام کے علاوہ جو ہفتہ کے دنوں کا ہوتا ہے ایک اور بھی ہے۔ اس دن کو لوگ عید کہتے ہیں لیکن بہت کم لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ عید کیا ہوتی ہے۔ چھوٹے بچے جو ابھی اماں اور ابا بھی نہیں کہہ سکتے وہ بھی خوش ہیں کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ دوسرے لوگ خوش ہیں۔ پھر جو ان سے بڑے ہیں وہ بھی خوش ہیں کہ ان کے کپڑے بدلے جارہے ہیں' انہیں نہلایا دھلایا جارہا ہے' ان کو مٹھائیاں دی جارہی ہیں اور آج ان کی پہلے دنوں کی نسبت کچھ زیادہ خاطر تواضع ہو رہی ہے۔ پھر وہ بھی خوش ہیں جو سکولوں میں پڑھتے یا کوئی اور کام کرتے ہیں کیونکہ آج انہیں چھٹی ہے۔ بچے خوش ہیں کہ عید جس کی آمد کا وہ کئی دن سے انتظار کر رہے تھے آگئی ہے۔ مگر اس لئے خوش نہیں کہ وہ عید کو جانتے ہیں بلکہ ان کی خوشی صرف اس لئے ہے کہ انہیں آج پہلے کی نسبت اچھی اور زیادہ چیزیں کھانے کو ملی ہیں۔ کپڑے بدلے گئے ہیں۔ بڑے لڑکے بھی خوش ہیں اس لئے نہیں کہ وہ عید کو جانتے ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے ذریعہ مدرسہ سے آزادی ملی ہے۔ بہت لوگوں نے میلے دیکھے ہوتے ہیں وہ عید کو بھی ایک میلہ سمجھ کر خوش ہوتے ہیں کیونکہ اجتماع کا اثر دماغ پر پڑتا ہے اور اس خیال میں اکثر بچے' جوان' بوڑھے سب ہی شامل ہیں کہ فلاں جگہ اجتماع ہے وہاں جائیں۔ مگر ان میں سے کثیر حصہ ایسا ہے جو نہیں جانتا کہ آج وہ خوش کیوں ہے آج وہ کونسی

ایسی زائد چیز مل گئی ہے جو پہلے نہ تھی جس کے باعث آج غیر معمولی طور پر خوشی ہے۔ اگر صرف کھانے کی چیزیں اس خوشی کا موجب ہیں تو اور وقتوں میں بھی ایسا کھانا کھایا جا سکتا ہے اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو کھانے آج پکائے گئے ہیں۔ وہ کسی دوسرے دن نہ پکائے جائیں بلکہ اور دنوں میں اس سے بھی زیادہ پکائے جاسکتے ہیں۔ پھر کیا صرف نئے اور عمدہ کپڑے پہننا خوشی کا موجب ہے؟ یہ بھی کوئی ایسی بات نہیں جو کسی اور وقت میں نہ ہو سکتی ہو سال کے دوسرے کئی ایام میں بھی اچھے سے اچھے کپڑے پہنے جاسکتے ہیں۔ پھر کیا پیشہ ور اور کام کرنے والے اس لئے خوش ہیں کہ آج ان کو کام سے فراغت ہے؟ نہیں کیونکہ وہ سال کے دوسرے ایام میں بھی کام سے فراغت حاصل کر سکتے ہیں۔ ایک تاجر بھی اور زمیندار بھی دوسرے ایام میں خوش ہو سکتا ہے۔

غرض یہ چیزیں جو بظاہر خوشی کا باعث نظر آتی ہیں ان میں تو کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو صرف عید سے ہی تعلق رکھتی ہو۔ سال کے کسی دوسرے حصہ میں بھی یہ بطریقِ احسن میسر آ سکتی ہیں۔

مگر جب لوگوں سے سوال کیا جائے تو اکثر یہی جواب دیں گے کہ ہماری خوشی کا باعث عید ہے۔ معلوم ہوا کہ لفظ عید ان کی خوشی کا سبب ہے۔ بعض الفاظ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے معانی اور نتائج ان میں اس قدر پیوست ہوتے ہیں کہ ان کے سننے کے ساتھ ہی فوراً محسوس ہونے لگتے اور دل میں بیٹھ جاتے ہیں۔ یہی حال عید کے لفظ کا ہے۔ مسلمانوں کا بہت سا حصہ ایسا ہے جو نہیں جانتا کہ اس لفظ میں کیا حکمت ہے مگر اس سے ایک قسم کی خوشی ضرور محسوس کرتا ہے اور اس کے جذبات میں ہیجان پیدا ہوتا ہے۔

نئے کپڑے پہننے اور اجتماع میں جانے سے بہت سے لوگ ہیں جو خوش ہو جاتے ہیں۔ مگر دانا انسان کا کام یہ نہیں کہ وہ ایسی باتوں پر ہی خوش ہو جائے۔ دانا انسان ہمیشہ کسی حکمت کو دیکھتا ہے۔ ایسا انسان جو کسی بات کی حکمت معلوم ہوئے بغیر خوش ہوتا ہے اس کی خوشی بے معنیٰ اور بے حقیقت ہوتی ہے اس کی فرحت، راحت ایسی ہی ہوتی ہے جیسے بعض دواؤں سے عارضی آرام حاصل کیا جاتا ہے۔ آج کے دن اگر محض یہی باتیں کسی شخص کی خوشی کا موجب ہیں جن کا ذکر کیا گیا ہے تو ایک دانا کو تو ناخوش ہونا چاہئے کیونکہ آج اسے پہلے کی نسبت زیادہ خرچ کرنا پڑا ہے۔ پھر اس دن کی خصوصیت نہیں رہتی کیونکہ اس قسم کے سامان اور

دنوں میں بھی انسان مہیا کر سکتا ہے۔
ظاہری طور پر جب ہم دیکھتے ہیں تو خوشی کے یہی اسباب معلوم ہوتے ہیں۔ کسی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ اس کے لئے خوشی کا موقع ہے' کسی کی شادی ہوئی اسے خوش ہونا چاہئے کہ اپنا یا اپنے کسی دوست کا گھر آباد ہوا مال مل گیا یا کسی کو کوئی درجہ یا عہدہ حاصل ہو گیا' کسی تاجر کو کسی سودے میں بڑا نفع حاصل ہوا۔ یا کہ کسی کسان کی فصل اچھی ہو گئی اور کھیت پھلا اور پھولا ہے اور غلہ کثرت سے پیدا ہوا اس کے لئے یہ ایک خوشی کی بات ہے۔ پھر ایک حکومت اپنے دشمنوں پر فتح پا کر خوش ہوتی ہے کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں جو اخراجات برداشت کر رہی تھی اور لاکھوں جانوں کو قربان کر رہی تھی ان سے اسے نجات حاصل ہو گئی اور دشمن کا خاتمہ کر کے اس کے ملک کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ پھر ایک طالب علم جب وہ امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے تو خوش ہوتا ہے کیونکہ اس کی سال بھر کی محنت کا نتیجہ اسے مل گیا۔

مگر عید کرنے والا اور اس موقع پر خوش ہونے والا کیوں خوش ہوتا ہے۔ کیا اس کے کوئی لڑکا پیدا ہوا؟ یا اس کی یا اس کے کسی دوست کی شادی ہوئی؟ یا کسی تجارت میں اس کو نفع عظیم ملا؟ یا اس کی کھیتی میں اچھا غلہ پیدا ہوا؟ یا کسی امتحان میں وہ کامیاب ہوا؟ یا اس کو کوئی درجہ اور عُہدہ اور خطاب ملا؟ یا اس کو کہیں سے مال حاصل ہوا؟ یا اس کو اس کے دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی؟ ان باتوں میں سے تو کوئی بات بھی عید منانے والے کو حاصل نہیں ہوئی۔ پس جب ان وجوہات میں سے جو بظاہر خوشی کا سبب ہوا کرتی ہیں کوئی وجہ بھی عید پر خوش ہونے والے کے پاس نہیں اور نہ ہی ان کے علاوہ کوئی ایسی وجہ رکھتا ہے جو ان سب سے اعلیٰ ہے تو پھر اس کا خوش ہونا پاگلوں والا فعل ہے۔

عید کے دن خوش ہونے والے لوگوں سے پوچھنا چاہئے کہ تمہارے خوش ہونے کی کیا وجہ ہے؟ اگر وہ صرف اچھے کھانے کھانا' نئے کپڑے پہننا ہی بتائیں تو یہ باتیں جیسا کہ میں پہلے بتا آیا ہوں اور ایّام میں بھی میسر آ سکتی ہیں۔ ان پر خوش ہونا عقلمندوں کا کام نہیں کیونکہ ایک ایسے کام پر خوشی جو ہر وقت کیا جا سکتا ہے اور جس پر بہت کچھ خرچ ہوتا ہے دانائی نہیں ہے۔ اس طرح خوش ہونے والوں پر مجھے ایک بات یاد آ گئی۔ حضرت خلیفہ اول کے پاس جب ہم پڑھا کرتے تھے ایک دن ایک عورت آئی اور اس طرح ہنستے ہنستے کہ گویا اسے کوئی بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے کہنے لگی مولوی صاحب میرا بیٹا طاعون سے مر گیا ہے یہ کہہ کر پھر ہنستی ہوئی چلی

گئی۔ دوسرے دن پھر آئی۔ اور ہنستے ہنستے اور اسی طرح بے اختیار ہو کر کہ اس کے منہ سے مارے ہنسی کے لفظ بھی بمشکل نکلتا تھا۔ حضرت مولوی صاحب کو کہنے لگی حضور! میرا دوسرا لڑکا بھی مرگیا ہے۔ تیسرے دن پھر آئی اور اسی طرح ہنستے ہوئے کہا مولوی صاحب میرا خاوند بھی مر گیا ہے۔ اس کے ہاں چار موتیں ہوئیں اور اس نے ہر ایک کا حال مولوی صاحب کو ہنس ہنس کر سنایا۔ وہ اس قدر زیادہ ہنستی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ لیکن کیا وہ کسی خوشی کی وجہ سے ہنستی تھی۔ نہیں بلکہ اسے مراق کی بیماری تھی۔ اس کا دل غمگین تھا اور جو واقعات اسے پیش آئے تھے وہ رلانے والے تھے اس لئے اسے رونا چاہئے تھا مگر اسے رونے کی بجائے ہنسی آتی تھی۔ کیا اس کی ظاہری خوشی درحقیقت خوشی تھی۔ نہیں بلکہ وہ خوشی اسے پاگل ظاہر کر رہی تھی۔

میں کہتا ہوں آج خوشی کی کیا بات ہے کہ مسلمان خوش ہیں۔ اس کا جواب بجز اس کے اور کچھ نہیں دے سکتے کہ آج عید ہے۔ لیکن وہ لوگ جو حقیقتاً شریعت کے مغز کو جانتے ہیں وہ اس کا یہ جواب دیں گے کہ آج مسلمان اپنے خدا کے حضور چونکہ اس بات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں کہ انہوں نے مہینہ بھر اس کے حضور کامل طور پر اپنی عبودیت کا اقرار کیا ہے۔ پس آج کی خوشی کسی دنیاوی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے خوشی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے آقا کے حضور جو عہد کیا تھا اس کو پورا کیا اور بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ میں انہوں نے بعض جائز باتوں کو بھی اس کی رضا کے لئے ترک کیا۔ لیکن وہ شخص جو بِلا عُذر روزوں میں دن کو کھاتا پیتا اور نفسانی خواہشات کو پورا کرتا رہا خدا کے حکم بِلا وجہ ٹلاتا رہا اس نے تو اپنی جان پر ظلم کیا۔ اس کے لئے آج خوش ہونے کا کوئی موقع نہیں بلکہ اسے تو آج ماتم کرنا چاہئے۔ پھر جس نے اپنے اندر رمضان کا مہینہ پانے کے باوجود کوئی تبدیلی نہیں کی' کوئی عبودیت کا اقرار نہیں کیا' کوئی خدا سے صلح کرنے کی تیاری نہیں کی کہ جس سے وہ خدا کے فضل کا جاذب ہوتا اس کے لئے بھی خوش ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اس کے لئے رنج کا موقع ہے۔ اس کے لئے کسی راحت کا وقت نہیں بلکہ اسے دکھ درپیش ہے۔ وہ کیوں ہنستا ہے اگر اس نے روحانی تبدیلی نہیں کی' خدا کا عہد پورا نہیں کیا اور روحانیت کی طرف کوئی ترقی کا قدم نہیں اٹھایا۔ تو کیا اس کو خوش ہونا چاہئے؟ ہرگز نہیں۔ اسے تو رونا چاہئے۔ عید ایسے دن کو کہتے ہیں جو بار بار آئے اور جس کے بار بار آنے کی خواہش کی جائے۔ [۲] مگر کیا وہ شخص جس کے گھر میں ماتم ہو وہ

کہتا یا خواہش رکھتا ہے کہ ایسا موقع میرے لئے روز روز آئے؟ یا وہ جس کو تجارت میں گھاٹا پڑے یا جس کا مال چور لے گئے ہوں خوش ہو کر کہتا ہے کہ میرے لئے یہ موقع بار بار آئے؟ یا کسی کا گھر گر جائے یا کوئی اور نقصان ہو جائے تو کیا وہ خدا سے دعائیں کرے گا کہ یہ دن پھر بھی آئے؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح جس شخص نے رمضان میں روحانی ترقی نہیں کی' اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کی' خدا سے صلح نہیں کی بلکہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور عہد شکنی کر کے گناہ کا مرتکب ہوا ہے وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ اس پر یہ دن لوٹ کر آئے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے گا تو کیا اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ وہ چاہتا ہے کہ ایسا دن مجھ پر بار بار آئے جس میں مَیں عہد شکنی اور نافرمانی کر کے خدا سے دُور ہی دُور ہوتا جاؤں۔ کوئی عقلمند تو ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایسی حالت جس میں اس نے خدا سے کوئی تعلق نہیں پیدا کیا' دین کی کوئی خدمت نہیں کی' روحانی اصلاح نہیں کی اس پر لَوٹ کر آئے تا پھر وہ اسی طرح کرے۔ لیکن جو شخص ایسی حالت کے باوجود عید کے دن خوش ہوتا اور خوشی کا اظہار کرتا ہے وہ گویا اپنے لئے بددعا کرتا ہے کہ میری ایسی ہی بُری اور بدتر حالت رہے۔ ایسا کرنے والے پر بچوں کی ایک کہانی صادق آتی ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص کو کسی نے کھچڑی کھلائی جو اسے بہت پسند آئی۔ اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنے گھر جا کر بھی پکوائیں گے۔ مگر راستہ میں اس کا نام بھول گیا اور سوچ سوچ کر "کھاچڑی" نام یاد کیا۔ وہ اس خیال سے کہ پھر نہ بھول جائے اونچی آواز سے یاد کرتا ہوا ایک کھیت کے پاس سے گذرا جسے چڑیوں نے بہت نقصان پہنچایا تھا۔ زمیندار نے جب اس کے منہ سے "کھاچڑی کھاچڑی" سنا تو اسے بہت غصہ آیا۔ اس نے پکڑ کر خوب مارا اور "کھاچڑی کھاچڑی" کہنے سے روک دیا۔ مار کھا کر اس نے کہا یہ نہ کہوں تو اور کیا کہوں۔ زمیندار نے کہا۔ کہو۔ "اُڑ چڑی"۔ اب وہ "اُڑ چڑی اُڑ چڑی" کہتا ہوا چل پڑا۔ آگے ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں کسی شکاری نے جال بچھا رکھا تھا۔ اس کا اڑ چڑی اڑ چڑی کہنا شکاری کو بہت برا معلوم ہوا۔ اس نے اسے مارا اور کہا تم اُڑ چڑی کی بجائے یہ کہو کہ "آتے جاؤ پھنستے جاؤ۔" آگے جو گیا تو وہاں چور چوری کر رہے تھے انہوں نے اس کا گلا گھونٹا اور کوئی اور فقرہ سکھا دیا۔ وہ وہی کہتا ہوا ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں شادی کا سامان ہو رہا تھا۔ وہ اس کے سر چڑھے کہ ایسے موقع پر ایسے بُرے الفاظ نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ خدا یہ دن روز دکھائے۔ وہی یہی کہتا ہوا چلا۔ آگے کچھ لوگ جنازہ لئے جا رہے تھے۔ انہوں نے اسے مارنا شروع کیا کہ ہم پر تو ایک ماتم کا وقت ہے اور تُو یہ

کہتا ہے کہ خدا یہ دن روز دکھائے۔

یہی حال ہے اس شخص کا جو عید کی حکمت غرض اور غایت کو نہیں جانتا اور رمضان میں اپنے اندر تبدیلی نہیں پیدا کرتا۔ خدا کی رضا کی راہوں پر اس نے قدم نہیں مارا مگر عید کے دن خوش ہوتا ہے حالانکہ اس کے لئے عید نہیں بلکہ ماتم ہے۔ اس کو تو یہ کہنا چاہئے کہ خدا یہ دن مجھے پھر نہ دکھائے۔ نہ کسی اور کو۔ لیکن جس نے واقعہ میں رمضان میں اپنے اندر کوئی اچھا تغیر پیدا کیا ہے، خدا سے صلح کی ہے، خدا کی عبادت کی ہے اُس کے لئے عید ہے اور وہ جس قدر بھی خوش ہو اُس کا حق ہے۔ ہم دیکھتے ہیں وہ شخص جسے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی خطاب ملتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اس کے عزیز و اقارب خوش ہوتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ شخص جسے خدا خطاب دیتا ہے جس کو خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے وہ خوش نہ ہو۔ اسے تو بہت زیادہ خوش ہونا چاہئے۔ بہت سی عیدیں منانا چاہئے۔ ہاں جس نے ایک ذرّہ بھی قرب حاصل نہیں کیا اس کے لئے عید نہیں۔ جس نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا اس کے لئے بھی عید نہیں۔ اس نے اپنے وقت کو ضائع کیا، اپنے مال کو بے وجہ خرچ کیا اس کا عید منانا پاگلوں کا سا کام ہے اور اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ ایک ماتم کے وقت یہ کہنے والے کی کہ خدا یہ دن پھر لائے۔

پس خوب یاد رکھو کہ یہ دن کوئی دنیاوی خوشی کا دن نہیں۔ آج خوشی منانے کے وہی لوگ مستحق ہیں جنہوں نے اپنے اندر تبدیلی پیدا کی ہے خواہ وہ تبدیلی تھوڑی ہو یا بہت مگر پہلے کی نسبت کچھ نہ کچھ اصلاح کی ہے خواہ وہ کتنی ہی کم کیوں نہ ہو۔

اسلامی عیدیں کیا ہیں؟ ایک جانی قربانی کے بعد ہوتی ہے کہ مہینہ بھر تمام حلال چیزوں کو دن میں ترک کرنا پڑتا ہے اور اس کے بعد شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ خدایا تیرا شکر ہے کہ ہم تیرے اس حکم کو بجا لا سکے۔ دوسری عید مالی قربانی کی ہے اس پر مال قربان کیا جاتا ہے۔ اسلام کسی ایسی عید کا قائل نہیں جس کے ساتھ کچھ قربانی نہ ہو اور وہ قربانی محض خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو۔ اسلام تو عید اسی کو کہتا ہے کہ خدا کی راہ میں مال و جان جو کچھ بھی ہو قربان کر دیا جائے اور اس کے بعد خوشی منائی جاوے۔ پس میں اپنی جماعت کے لوگوں کو اسی قربانی کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک چیز کی قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں اور کسی چیز کو بھی خدا کے دین کے مقابلہ میں عزیز نہ رکھیں۔ ان کے لئے وہی خوشی کا موقع ہو گا جب کہ ان میں یہ طاقت اور ہمت پیدا ہو جائے گی کہ وہ خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ صرف کرنے کے لئے

تیار رہیں۔ رمضان کا مہینہ ان کو یہی سبق دینے آیا تھا پس وہ اس سے یہ سبق لیں۔

خدا تعالیٰ مومن کی نسبت فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ پس آؤ ہم اللہ سے ہی سودا کریں کہ اپنی جان و مال اس کے حضور میں پیش کر دیں جنت کے بدلے۔ پھر وہ جس طرح چاہے ہماری جانوں اور مالوں کو صرف کرے۔ ہمارا یہ کام ہو کہ خدا کی راہ میں جان و مال سب کچھ پیش کر دیں اور ان کے دینے میں کوئی عُذر نہ ہو۔ پس جب ہم خدا سے یہ بیع کر لیں گے اور یہ عہد نامہ پختہ ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کو خوش ہونا چاہئے کہ تم نے بہت اچھا سودا کیا ہے۔ دنیا میں لوگ بہت سے سودے فائدہ اور نفع کی خاطر کرتے ہیں مگر ان کا فائدہ یقینی نہیں ہوتا مگر خدا کہتا ہے کہ جب تم مجھ سے بیع کر لو گے تو تمہارا نفع یقینی ہے۔ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ یاد رکھو یہ بڑی کامیابی اور اس سودے میں بڑا نفع ہے۔ پس مومن کی تو یہ عید ہے کہ وہ خدا کی راہ میں جان لڑا دے۔ مال پانی کی طرح بہا دے جب وہ اس بیع کو پورا کرتا ہے تو اس کو خوش ہونا چاہئے کیونکہ حقیقی عید اسی شخص کی ہے جس نے خدا سے بیع کی اور اس کے حضور اپنا سب کچھ ڈال دیا۔

اسلام ایک مسلمان کو خوشی کا اسی وقت مستحق سمجھتا ہے جب وہ خدا کی راہ میں قربانی کرے۔ یہاں موجود ہونے والے دوست اچھی طرح اس بات کو سن لیں اور باہر کے دوست اخبار کے ذریعہ معلوم کر کے یاد رکھیں۔ ہر انسان سوچے کہ اس نے اپنے اندر اس عرصہ میں کیا تبدیلی پیدا کی ہے کہ خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خوشی اسی کے لئے ہے جس نے خدا کی راہ میں اپنا سب کچھ ڈال دیا۔ بہت لوگ ہیں جو خدا کی راہ میں جان کو محنت و مشقّت میں ڈالنے سے بخل کرتے ہیں پھر بہت ہیں جو مال دینے سے بچتے ہیں مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے انعام اسی وقت حاصل ہو سکیں گے جب کہ اس کی راہ میں اپنی کسی چیز کو نثار کرنے سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

آج اسلام پر جو مصیبت کا زمانہ ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ دشمن ہر طرف سے اس پر حملہ آور ہیں۔ اسلام پر اس سے بڑھ کر خطرناک وقت کوئی نہیں گذرا۔ شیطان اپنی ساری فوجوں

کو لے کر آیا ہے اور اسلام کی حالت اِس وقت ایک ایسے دودھ پیتے بچہ کی مانند ہے جو جنگل میں پڑا ہو اور اس پر چاروں طرف سے درندے حملہ آور ہوں۔ آج حقیقی مسلم کے لئے خوشی کا دن نہیں۔ نادان بے شک خوش ہو سکتا ہے مگر وہ جو جانتا ہے کہ اسلام کی کیا حالت ہے وہ کبھی خوش نہیں ہو سکتا۔ اُس کی خوشی اسی میں ہے کہ اس کا سب کچھ اس راہ میں نثار ہو جائے۔ پس جس نے اپنی جان و مال کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کیا اُس کو خوش نہیں ہونا چاہئے۔ کیا اگر کسی کا بچہ بسترِ مرگ پر پڑا ہو اور وہ اس کے علاج میں کچھ نہ خرچ کرے تو اسے خوشی حاصل ہو سکے گی۔ یا کسی کی بیوی تکلیف میں ہو اور وہ اسے اسی حالت میں چھوڑ کر خوش ہو گا؟ ہرگز نہیں۔ پھر اُس مسلمان کیلئے کیا خوشی کا موقع ہے جو اسلام کو مصیبت میں مبتلا دیکھتا ہے۔ ہاں جب ایک انسان اپنا تمام زور لگا چکے پھر اُس کو خوش ہونا چاہئے کہ میں نے تو اپنی طرف سے جس قدر کر سکتا تھا کر دیا اور اپنی طرف سے کچھ بخل نہیں کیا۔

پس جب تک اسلام کو پوری طاقت اور قوت حاصل نہیں ہوتی ہمارے لئے بھی کوئی پوری خوشی نہیں۔ ہمیں حقیقی خوشی اُسی وقت حاصل ہو گی جب اسلام اکناف عالم میں پھیل جائے گا اور جب ہم خدا کے فضلوں کے وارث ہو جائیں گے۔ اس سے پہلے ہمارے لئے غم ہے کیونکہ ہماری سب سے بڑھ کر اور سب سے اعلیٰ چیز اسلام خطرہ میں ہے۔

پس تم لوگ آج ہی عہد کر لو کہ تم پر جب اگلی عید آئے تو تم میں ایک تبدیلی پائے۔ بلکہ تم ابھی سے اپنے اندر تبدیلی کرنی شروع کر دو۔ یہ زمانہ نہایت پُر آشوب ہے۔ تیرہ سو سال میں اسلام پر ایسا وقت نہیں آیا جو اب آیا ہے ۴۔ اسی لئے خدا نے مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کے لئے وہی انعامات رکھے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کے لئے تھے۔ ۴ اگر ہم اس وقت کو کھو دیں گے تو اس کے بعد ہمیں کوئی وقت ایسا میسر نہیں آئے گا۔ ۵ پس کوشش کرو کہ تمام جہان پر اسلام کی صداقت ظاہر ہو جائے اور تمام اس کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔ پھر جتنا بھی کسی نے بڑے سے بڑا انعام حاصل کیا ہے وہ ہمیں حاصل ہو جائے گا اور اس کے دروازے ہمارے لئے کھُل جائیں گے اور ہمارے لئے وہی عید کا زمانہ ہو گا جس وقت کہ ان انعامات کو حاصل کریں گے اور خدا کے دین کو تمام دنیا تک پہنچا دیں گے۔ یہ وہ دن ہیں جو پھر نہیں آئیں گے اس لئے ان کی قدر کرو اور ان کو ضائع نہ کرو۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہیں وہی انعامات حاصل ہوں گے جو تمام انبیاءؑ کی معرفت ان کے پیروؤں کو حاصل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْاٰنِ یہ وعدے ایسے نہیں کہ جھوٹے ہوں بلکہ یہ سچے وعدے ہیں کیونکہ ان کا ظہور ہر زمانہ میں ہوا ہے۔ تورات کے ماننے والوں سے کیا گیا تھا وہاں بھی پورا ہوا۔ اب متبعین قرآن سے کیا جاتا ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ان سے پورا نہ ہو۔ پس جنہوں نے خدا سے سودا کیا وہ کبھی بھی ٹوٹے میں نہیں رہے۔

تم لوگ اسلام کی مدد و نصرت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تا شرک اور کفر کی وہ ظلمتیں دور ہو جاویں جنہوں نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے۔ تم ان عہدوں کو پورا کرو جو خدا کے مامور کے ہاتھ پر کئے ہیں اور ہر ایک رنگ میں مال سے، جان سے، قلم سے، زبان سے، جس طرح بھی ہو سکے اسلام کی خدمت کرو۔ یہ دن پھر نہیں آئیں گے۔ جب امتحان کے دن قریب ہوتے ہیں تو طالب علم خوب محنت کرتے ہیں اور خدا سے دعائیں بھی کرتے ہیں۔ پس تمہارے امتحان کے دن بھی قریب ہیں۔ تم دین میں کامیابی کے لئے خوب محنت کرو اور خدا سے دعائیں بھی مانگو۔ تا اللہ تعالیٰ کے انعامات پاؤ۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب لوگوں کو خواہ مرد ہوں یا عورتیں، قادیان کے رہنے والے ہوں یا باہر کی جماعتوں کے سب کو توفیق دے کہ خدا کی راہ میں قدم ماریں، اس کے دین کی اشاعت کے لئے کسی چیز کے خرچ کرنے سے بُخل نہ کریں بلکہ ہر ایک چیز خوشی سے خرچ کریں۔ تا اللہ تعالیٰ کی اس بشارت عظیمہ کے مستحق ہو جائیں جس کا ایک حصہ نبی کریمؐ کے وقت اور صحابہؓ کے ذریعہ پورا ہوا دوسرے حصہ کو ہم پورا کرنے والے ہیں۔[۳]

خدا ہمیں وہ دن دکھائے کہ اسلام تمام جہان میں پھیل جائے۔ اللہ کے نبیؐ کی عظمت دنیا پر قائم ہو جائے۔ ہم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ دنیا کے لوگ خدا کی طرف آ جائیں۔ پھر وہ اللہ سے خوش اور خدا اُن سے خوش ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم کرے۔ آمین

(الفضل ۴ اگست ۱۹۱۷ء)

---

[۱] التوبة: ۱۱۱-۱۱۲

[۲] مفردات امام راغب زیر لفظ "عود"

[۳] "کیا ابھی اس آخری مصیبت کا وہ وقت نہیں آیا جو اسلام کے لئے دنیا کے آخری دنوں

میں مقدر تھی کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی زمانہ بھی آنے والا ہے........ بیرونی اور اندرونی فتنے انتہا کو پہنچ گئے........ پس وہ کونسا فساد کا زمانہ اور کس بڑے دجال کا وقت ہے جو اس زمانہ کے بعد آئے گا۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۲-۵۵)

"اس زمانہ میں........ اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی توہین کی گئی ہے کہ کبھی کسی زمانہ میں کسی نبی کی توہین نہیں کی گئی۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۸۶-۸۷)

۴ الجمعۃ: ۳، ۴۔ ایام الصلح صفحہ ۷۲-۷۳

۵ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۴-۵۶

۶ الصف: ۱۰